سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دروازۂ مبارک حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خُدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا

خُذ یدی لاتخف کہکر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوثِ اعظم کا

ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
مصیبت ٹال دینا کام کس کا غوثِ اعظم کا

فرشتے مدرسہ تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
یہ دربارِ الٰہی میں ہے رُتبہ غوثِ اعظم کا

لُعاب اپنا چٹایا احمد[1] مختار نے اُن کو
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوثِ اعظم کا

فرشتو روکتے ہو کیوں مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس غوثِ اعظم کا

جناب غوث دولہا اور براتی اولیا ہوں گے
مزہ دکھلائے گا محشر میں سہرا غوثِ اعظم کا

یہ کیسی روشنی پھیلی ہے میدان قیامت میں
نقاب اُٹھا ہوا ہے آج کس کا غوثِ اعظم کا

مخالف کیا کرے میرا کہ ہے سید کرم مجھ پر
خُدا کا رحمتہ للعالمین کا غوثِ اعظم کا

جمیلؔ قادری سو جاں سے ہو قربان مُرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوثِ اعظم کا

[1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

نام وکنیت : آپ رضی اللہ عنہ کا پیدائشی نام عبد القادر، کنیّت اَبُو مُحمّد (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔

القاب : محیّ الدّین، محبُوب سُبحانی، قُطبِ ربّانی، غوث الثقلین غوثُ الورٰی، غوث اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت میراں، پیر پیراں، دستگیر رحمہ اللہ تعالیٰ

ولادت : حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ بوقت شب ہُوئی۔

(نفحات الانس، البدایہ والنہایہ، مرأۃ الجنان)

حسب ونسب : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نسب کے لحاظ سے نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ والد گرامی کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حُسینی ہیں۔

شجرہ نسب والد مکرّم : سیّدنا عبد القادر بن سیّدنا اَبُو صالح بن سیّدنا عبد اللہ بن سیّدنا یحییٰ زاہد بن سیّدنا داؤد بن سیّدنا موسیٰ ثانی بن سیّدنا عبد اللہ صالح بن سیّدنا موسیٰ الجون بن سیّدنا عبد اللہ المحض بن سیّدنا حسن مثنیٰ بن سیّدنا امام حسن بن سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

شجرہ نسب والدہ ماجدہ : سیّدنا عبد القادر بن سیّدہ اُمّ الخیر

اُمّ الجبار فاطمہ بنت سیّدنا عبداللہ صومعی بن سیّدنا اَبُو جمال بن سیّدنا محمّد بن سیّدنا محمُود بن سیّدنا اَبُوالعطاء عبداللہ بن سیّدنا کمال الدّین عیسٰے بن سیّدنا اَبُو علاء الدّین محمّد جوّاد بن سیّدنا علی رضا بن سیّدنا امام موسٰی کاظم بن سیّدنا امام جعفر صادق بن سیّدنا امام محمّد باقر بن سیّدنا امام زین العابدین بن سیّدنا امام حسین بن سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہم۔

وطن مالوف : آپ کا وطن گیل ہے، جس کو گیلان بھی کہتے ہیں۔ اہلِ عرب اسی کو جیلان کہہ دیتے ہیں۔ یہ علاقہ طبرستان میں بغداد سے سات دن کی مسافت پر واقع ہے۔ یہی گیلان ایران کا ایک بڑا صُوبہ کہلاتا تھا۔ گیلان کے ایک گاؤں "نیف" میں پیر پیراں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

بغداد اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو گاؤں ہیں لیکن ان دونوں گاؤں کو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مولد سمجھنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عجمی ہونا محقق ہے۔

(سفینۃ الاولیاء، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، الروض الظاہر)

والدین کا تقدّس : حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت اَبُو صالح موسٰی جنگی دوست رضی اللہ عنہ نہایت متّقی، پرہیزگار، بلند اخلاق اور رموزِ حقیقت سے واقفیّت رکھتے تھے، ریاضت و مجاہدہ میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ پر فاقے کا تیسرا دن تھا، دریا

کے کنارے تشریف فرما تھے اتفاق سے دریا میں ایک خوشنما سیب بہتا ہُوا نظر آیا۔ آپ نے نکال کر کھا لیا۔ تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ خُدا جانے یہ سیب میرے لیے حلال تھا یا حرام۔ چنانچہ فکر مند ہوئے اور سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے کنارے اُس طرف چلے جدھر سے سیب بہتا ہُوا آیا تھا۔ اسی فکر میں ایک لمبا سفر طے کیا۔ بالآخر دریا کے کنارے ایک بڑی عمارت اور باغ نظر آیا جس میں دُوسرے درختوں کے علاوہ سیب کے درخت بھی تھے۔ ایک سیب کے درخت کی شاخیں سیبوں سے لدی ہُوئی دریا کے کنارے تک پہنچی ہوئی تھیں۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ وُہ سیب اسی درخت سے ٹوٹا تھا۔ باغ کے مالک کا پُوچھا۔ باغ اور محل سیّد عبداللہ صومعی کی ملکیت تھے۔ آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بلا اجازت سیب کھا لینے پر نہایت ادب سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ خاصانِ حق میں سے تھے، سمجھ گئے کہ یہ کوئی انتہائی نیک اور صالح نوجوان ہے۔ چنانچہ آپ نے معافی کے لیے کچھ عرصے تک باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کی۔ فرمایا: نوجوان کچھ مدّت تک یہ ملازمت انجام دو پھر معافی پر غور کیا جائیگا۔ آپ نے نہایت دیانت داری اور محنت سے یہ خدمت انجام دی، اور پھر حاضرِ خدمت ہو کر معافی کے طالب ہوئے تو سیّد عبداللہ صومعی نے فرمایا بیٹے! ابھی ایک شرط اور باقی ہے، وُہ یہ کہ میری ایک لڑکی آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے

اُسے اپنے نکاح میں قبول کرو تو معافی ہو جائے گی۔ حضرت اَبُوصالح رحمۃ اللہ نے اس شرط کو بھی بخوشی قبول فرمالیا۔ سُنّتِ نکاح کے بعد جب اپنی مذکورہ بیوی کے سامنے گئے تو حیران رہ گئے کہ یہ تو ان تمام ظاہری عیوب سے بالکل پاک ہے جن کا ذکر شرط میں موجود تھا بلکہ یہ تو حُسن کی مجسّم تصویر ہے۔ خیال آیا کہ شاید یہ کوئی اور لڑکی ہے، اسی کشمکش میں حُجرے سے باہر نکل آئے۔ صبح حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئے تو متحیّر تھے۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی باطنی فراست سے حضرت اَبُوصالح رحمۃ اللہ علیہ کی قلبی پریشانی سے مطلع ہو گئے اور فرمایا "بیٹا! مَیں نے اپنی بیٹی کی جو صفات بیان کی تھیں وُہ بالکل درست ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے آج تک کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا اس لیے یہ اندھی ہے، اس نے کبھی خلافِ حق بات نہیں سُنی، اس لیے بہری ہے، اس نے اپنے ہاتھوں سے کبھی شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اس لیے لُنجی ہے، اور اس نے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا اس لیے پاؤں سے لنگڑی ہے۔"

حضرت اَبُوصالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ یہ عجیب و غریب بات سُن کر بہت خوش ہوئے اور اپنی بیوی کی قدر و منزلت اور محبّت اُن کے دل میں اور زیادہ بڑھ گئی۔ انہیں دو پاکباز اور نیک سیرت ہستیوں کی اولاد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

بچپن : حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ مادر زاد ولی کامل تھے۔ یکم رمضان المبارک کی شب آپ اس دُنیا میں تشریف لائے۔ آپ نے

سحری کے بعد افطار تک دُودھ نہیں پیا، پُورے رمضان المبارک یہی کیفیت رہی۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں، عبدالقادر کے زمانۂ رضاعت میں دو رمضان المبارک گزرے، اِن میں سحری سے افطاری تک آپ نے میرا دُودھ نہیں پیا بلکہ روزے سے رہتے تھے۔

حُضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت اَبُو صالح موسےٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ آپ کی پیدائش سے کچھ مدّت بعد ہی اس عالمِ فانی سے وصال فرما گئے تھے اس لیے آپ نے اپنے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ کے سایۂ عاطفت میں ہوش سنبھالا۔ آپ کا ابھی بچپن ہی تھا کہ نانا جان بھی راہی مُلکِ بقا ہو گئے تو پھر آپ اپنی والدہ ماجدہ کے زیرِ کفالت رہے جنہوں نے آپ کی تعلیم و تربیّت فرمائی اور عرفان و تصوّف اور فیضانِ باطنی سے آپ کو خُوب خُوب سیراب کیا۔

(تفریح الخاطر، قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار، سفینۃ الاولیاء، نزہۃ الخاطر الفاتر)

غیبی آواز : حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں بچّوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو غائب سے آواز آتی "اے برکت والے! میری طرف آ"، تو میں فوراً والدہ محترمہ کی گود میں چلا جاتا۔ آپ جب پانچ برس کے ہُوئے تو آپ کو ایک مقامی مکتب میں داخلہ دلایا گیا۔ خود فرماتے ہیں کہ جب بارہ برس کا تھا کہ میں اپنے شہر کے مدرسہ میں جاتا تو اپنے اِرد گرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب میں مدرسہ پہنچتا تو انہیں یہ کہتے سُنتا کہ **اللہ** تعالیٰ کے وَلی کے لیے جگہ خالی کرو۔

(تحفہ قادریہ، بہجۃ الاسرار، اخبار الاخیار (فارسی)، قلائد الجواہر)

تعلیمی سفر: حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں اٹھارہ برس کی عمر میں ایک مرتبہ ۹ ذی الحجہ کو خاص عرفہ کے دن مجھے جنگل کی طرف جانے کا اتفاق ہوا اور ایک بیل کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ اُس بیل نے میری طرف دیکھ کر کہا یَاعَبدَالقَادِرِ مَالِھٰذَا خُلِقتَ۔ اے عبدالقادر تو اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ میں یہ سُن کر گھبرا کر گھر لوٹا اور اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے میری آنکھوں کے سامنے سے حجابات اُٹھا دیئے اور میں نے میدانِ عرفات میں حاجیوں کے اجتماع کو دیکھا، اس کے بعد میں نے اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں پوری سرگذشت بیان کی اور عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیں اور علمِ دین حاصل کرنے کے لیے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ والدہ محترمہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ اسّی دینار جو میرے والد گرامی کی وراثت تھے اُن میں سے چالیس دینار میری قمیص میں سی دیئے۔ مجھے ہر حال میں راست گوئی اور سچائی کو اپنانے کی تاکید فرمائی اور مجھے بغداد جانے کی اجازت عنایت فرما دی اور فرمایا اے میرے پیارے فرزند ارجمند! میں تجھے محض اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اپنے پاس سے جُدا کرتی ہوں اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت کو ہی دیکھنا نصیب ہوگا۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ۴۸۸ھ میں ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے پہنچا تو ڈاکوؤں

نے آپ کے قافلہ پر حملہ کر دیا اور قافلہ والوں کو لوٹ لیا ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور پُوچھا: اے نوجوان! تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، میرے پاس خُداوندِ قدّوس کا دیا سب کچھ ہے اور چالیس دینار بھی ہیں۔ اس ڈاکو نے سمجھا کہ یہ نوجوان ہم سے دل لگی کر رہا ہے، اگر اس کے پاس دینار ہوتے تو بھلا مُجھ جیسے کو کیوں بتاتا، وُہ چلا گیا۔

ڈاکوؤں کے سردار جس کا نام احمد بدوی تھا اُس نے پُوچھا قافلہ میں کوئی شخص رہ تو نہیں گیا جس کو تم نے نہ لوٹا ہو؟ اُس ڈاکو نے کہا کہ ایک نوجوان رہ گیا ہے اور وُہ کہتا تھا میرے پاس چالیس دینار ہیں سردار نے کہا لاؤ اُسے جب آپ آئے تو ڈاکوؤں کے سردار نے پُوچھا: نوجوان تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس دینار، اُس نے کہا وُہ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری قمیص میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب دیکھا گیا تو واقعی چالیس دینار تھے۔ سردار نے حیران ہو کر پُوچھا اے نوجوان! ایسے وقت میں وُہ کونسا راز ہے جس نے تجھے سچ بولنے پر آمادہ کیا۔ آپ نے فرمایا گھر سے چلتے وقت میری والدہ محترمہ نے مُجھ سے ہمیشہ ہر حال میں سچ بولنے کا عہد لیا تھا۔ اِس لیے ہرگز ہرگز کبھی بھی اپنی والدہ کے عہد کو فراموش نہیں کر سکتا۔ سردار آپ کی صدق بیانی سے اس قدر متاثر ہُوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ایک آہ کھینچ کر بولا کہ افسوس تُو اپنی والدہ کے عہد کو توڑنے سے ڈرتا ہے اور مَیں سالہا سال سے اپنے ربِّ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کے عہد کو توڑ رہا ہُوں،

یہ کہہ کر وہ روتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر پڑا اور صدق دل سے توبہ کر لی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام ساتھیوں نے بھی توبہ کر لی۔ قافلہ والوں کا سب لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔ اور سب کے سب عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر اپنے دور کے بہترین صالحین بن گئے۔

(نفحات الانس)

وُرود بغداد : حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ چار سو میل سے زائد کا خطرناک بے حد تکلیف دہ سفر طے کرنے کے بعد صفر المظفر ۴۸۸ھ میں بغداد شریف میں تشریف فرما ہوئے آپ نے حافظ ابُو طالب بن یُوسف سے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ علم فقہ اور اصُول آپ نے مختلف اساتذہ کرام کی خدمت میں رہ کر سیکھے۔ آپ کے بعض اساتذہ کے نام یہ ہیں :

اَبُوالوفا علی بن عقیل حنبلی ، اَبُوالحسن محمّد بن قاضی اَبُویعلیٰ ، ابُوالخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلی ، محمّد بن حُسین بن محمّد فرا حنبلی اور قاضی ابُوسعید مُبارک بن علی مخزومی حنبلی۔

جن اساتذہ کرام سے آپ نے علم حدیث میں استفادہ کیا ان میں سے بعض کے اسماءِ گرامی یہ ہیں :

اَبُوطالب عبدالقادر بن محمّد یُوسف ، اَبُوالحسن بن مُبارک ، اَبُوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد ، اَبُوالبرکات ہبتہ اللہ بن مُبارک ، اَبُوغالب محمّد بن حسن الباقلانی ، محمّد بن علی بن میمون انوسی ، ابُوعنان اسماعیل بن محمّد الاصبحانی۔

علامہ اَبُوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے آپ نے علم ادب میں استفادہ

فرمایا۔ بڑے بڑے اساتذہ سے اس قدر عرق ریزی، محنتِ شاقہ سے علم حاصل کیا کہ خود فرماتے ہیں:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِی

میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہوگیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا۔

(قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار)

مصائب و آلام: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو تحصیلِ علوم میں سخت مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا خود فرماتے ہیں کہ میں ابتدائی دور میں کئی کئی دن بھوکا پیاسا رہا۔ ایک دفعہ بیس روز سے کچھ میسّر نہ آیا۔ کھانے کو کوئی چیز نہ ملی اور نہ کوئی مباح شے ہاتھ آئی، تنگ آکر میں ایوانِ کسریٰ کے ویرانے کی طرف نکل گیا کہ شاید کوئی مباح چیز ملے، مگر میں نے وہاں ستر ولیوں کو دیکھا جو سب کے سب میری طرح پیٹ کے مباحات کی تلاش میں پھر رہے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ ان کے کام میں دخل دینا اچھا نہیں۔ اس لیے میں بغداد واپس لوٹ آیا۔ راستے میں مجھے اپنے وطن کا ایک شخص ملا۔ اس نے مجھے ایک سونے کا ٹکڑا دیا اور کہا کہ تیری والدہ ماجدہ نے یہ تیرے لیے بھیجا ہے۔ میں اسے لے کر جلد ویرانے کی طرف گیا، اس میں سے کچھ اپنے لیے رکھ لیا اور باقی ان ستر ولیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر واپس آیا جو میرے پاس تھا اس کے عوض

کھانا لیا اور فقیروں کو آواز دی۔ پس وُہ ہم سب نے مل کر کھایا۔

آغازِ تعلیم سے تکمیل تک کی آٹھ سالہ مدّت میں ایسے سینکڑوں زہرہ گداز واقعات پیش آئے جن کو سُن کر پتھر کا کلیجہ بھی شق ہوتا ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ایسی ایسی ہولناک سختیاں اور مصیبتیں برداشت کی ہیں کہ اگر وُہ پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا اور فرماتے ہیں کہ جب مصائب و تکالیف کی مجھ پر ہر طرف سے یلغار ہو جاتی تھی تو میں تنگ آکر زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت مبارکہ کا ورد شروع کر دیتا،

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔

یعنی بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

اس آیت کریمہ کے تکرار سے مجھے تسکین حاصل ہو جاتی اور جب زمین سے اُٹھتا تو سب رنج و کرب دُور ہو چکے ہوتے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، زمانہ طالب علمی میں اسباق سے فارغ ہو کر جنگل، بیابان ویرانوں کی طرف نکل جاتا تھا اور شہر کے بجائے انہی ویرانوں میں رات بسر کرتا۔ زمین میرا بستر ہوتی، اینٹ یا پتھر تکیہ، بارش، آندھی، جھکڑ، طوفان، سردی، گرمی ہر چیز سے بے نیاز ہو کر برہنہ پا رات کی تنہائیوں، اور تاریکیوں میں اپنے خالق و مالک کی تسبیح و تہلیل میں محو رہتا۔

لباس اور غذا کی کیفیت یہ کہ سرِاقدس پہ ایک چھوٹا سا عمامہ، اور صُوف کا ایک جُبّہ زیبِ تن ہوتا، خود رو بُوٹیاں اور درختوں کے پتے

ساگ، کونپلیں اور سبزیاں جو عام طور پر دریا دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں انہیں توڑ توڑ کر کھاتے تھے۔ یہ سب جانکاہ مصائب و آلام آپ کو اُس تسکین کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے تھے جو آپ کو تحصیل علم میں حاصل ہوتی تھی۔ ایسی تکالیف اور دشواریاں پیش آئیں کہ کوئی اور شخص ہوتا تو شاید اس کا ذہنی توازن ہی برقرار نہ رہتا مگر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی مطلق پروا نہ کی۔ وُہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر توکل کیے ہر بات کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں وُہ مقام عطا فرمایا کہ علماءِ بغداد بلکہ علماءِ زمانہ سے آپ سبقت لے گئے کہ ۴۹۶ھ میں آپ نے تمام علوم کی سند مکمل کر لی۔

(نفحات الانس، قلائد الجواھر، اذکار الابرار)

عبادات و ریاضت: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَیں نے ریاضت اور مجاہدہ کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنے لیے نہ اپنایا ہو اور اس پر قائم نہ رہا ہُوں۔ اَبُوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں چالیس سال رہا اور میں نے آپ کو اس مدّت میں ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

پندرہ سال رات بھر میں ایک قرآن پاک ختم کرتے رہے اور ہر روز ایک ہزار نفل ادا فرماتے تھے۔

(جامع کرامات الاولیاء، نفحات الانس، طبقات کبریٰ، قلائد الجواہر، تفریح الخاطر)

بیعت : حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب تمام علوم پر دسترس حاصل کر لی، عبادت و ریاضت اور مجاہدات کی مشقتوں اور صحرا نوردی کی خلوتوں میں بہت عرصہ گزر گیا اور محنتِ شاقہ کے بعد پورا تزکیہ نفس ہو گیا۔ تو آپ حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے جس سے آپ کو کمال عروج ملا۔ حتیٰ کہ ایک دن اپنے مرشدِ کامل قاضی ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور کسی کام کے لیے اٹھ کر باہر آئے تو آپ کے شیخِ طریقت نے فرمایا اس نوجوان کا قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہو گا اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں گے اور انکسار کریں گے۔

خرقہ خلافت : حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ جب سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے بیعت لے چکے تو آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا جس سے آپ کو اتنا فیض ملا کہ خود فرماتے ہیں میرے شیخِ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ ہر ایک لقمہ میرے سینہ کو نورِ معرفت سے بھر دیتا تھا۔

پھر حضرت شیخ قاضی ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقۂ خلافت پہنایا اور فرمایا اے عبد القادر! یہ خرقہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اُن سے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ملا، اور پھر اُن سے دست بدست مجھ تک پہنچا، اور اب میں تمہیں دے

رہا ہوں۔ یہ خرقہ پہننے کے بعد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر برکات و تجلیات اور بے شمار انوارِ الٰہیہ کا نزول ہُوا۔

(قلائد الجواہر)

آپ کے علم کا امتحان : حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے علم و عرفان کی دُھوم جب عرب و عجم ہوئی، تو بغداد شریف کے جلیل القدر فقہا میں سے ایک سو فقہا آپ کے علم کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر ہوئے اور اُن فقہا میں سے ہر فقیہ بہت سے پیچیدہ اور علمی مسائل اور سوالات کی تیاری کر کے آیا۔ جب وُہ سب فقہا آپ کی محفل میں بیٹھ گئے تو آپ نے گردن مُبارک جُھکا لی اور آپ کے سینہ مُبارک سے نُور کی ایک کرن ظاہر ہُوئی جو ان سب فقہا کے سینوں پر پڑی جس سے ان کے دِل میں جو جو سوالات تھے وُہ سب سلب ہو گئے۔ وُہ سخت پریشان اور مضطرب ہوئے، سب نے مل کر زور سے چیخ ماری اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اپنی پگڑیاں پھینک دیں۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس کے بعد کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور اُن میں سے ایک ایک کے سوالات جو وُہ اپنے دلوں میں لے کر آئے تھے اور اُن کے جوابات ارشاد فرمائے جس پر سب فقہا نے آپ کے علمی کمالات کا اعتراف کیا اور آپ کے نیاز مند ہو گئے۔

(جامع کرامات اولیاء، نزہتہ الخاطر، تحفہ قادریہ، قلائد الجواہر، طبقات الکبریٰ، تفریح الخاطر)

فتاویٰ نویسی: حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدی عبدالوہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے ۵۲۸ھ تا ۵۶۱ھ تینتیس سال درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دیئے۔

علماءِ عراق اور حجازِ مقدس اور دنیا کے گوشے گوشے سے آپ کے پاس فتوے آتے، تو سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بغیر مطالعہ، تفکر اور غور و خوض کے جواب باصواب دیتے۔ حاذق علماء اور بہت بڑے فضلاء میں سے کسی کو بھی آپ کے فتوے کے خلاف کلام کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں کہ علماءِ عراق کے سامنے آپ کے فتاویٰ جات پیش ہوتے تو اُن کو آپ کی علمی قابلیت پر سخت تعجب ہوتا تھا اور وُہ بے ساختہ پکار اُٹھتے تھے سُبْحَانَ مَنْ اَنْعَمَ عَلَیْہِ پاک ہے وُہ ذات جس نے ان کو ایسی علمی نعمت سے نوازا ہے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک دفعہ بلادِ عجم سے ایک سوال پیش ہُوا کہ ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طرح کھائی ہے کہ وُہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوگا لوگوں میں سے کوئی شخص بھی وُہ عبادت نہ کرتا ہوگا۔ اگر وُہ ایسا نہ کر سکے تو اُس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی، تو اس صورت میں اُسے کونسی عبادت کرنی چاہیے، علماءِ عراق اس سوال سے حیران اور ششدر رہ گئے اور اس کا جواب نہ دے سکے، اور اُنہوں نے اس

سوال کو حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا، تو آپ نے فوراً اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ وہ شخص مکّہ مکرّمہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لیے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کرکے اپنی قسم کو پورا کرے۔ پس اس شافی جواب سے علماءِ عراق کو نہایت ہی تعجّب ہوا۔ کیونکہ وہ اس سوال کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔

(اخبار الاخیار، قلائد الجواھر، تحفہ قادریہ، طبقات الکبریٰ)

ابتدائے وعظ: حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حالتِ بیداری میں ایک دن نمازِ ظہر سے قبل حضور سرورِ کونین رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور سیدِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میرے بیٹے تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے مؤدبانہ عرض کی: میرے آقا و مولیٰ حضور! میں ایک عجمی شخص ہوں، فصحاءِ بغداد کے سامنے کس طرح وعظ کروں، حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹا اپنا مُنہ کھولو، میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی تو حضور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب مُبارک سات مرتبہ میرے مُنہ میں ڈالا اور حکم فرمایا جاؤ قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو اللہ تعالےٰ کے راستے کی طرف بُلاؤ۔ اس کے بعد نمازِ ظہر سے فارغ ہوا ہی تھا کہ حضرت سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بڑی شفقت و محبّت سے فرمایا: بیٹا! اپنا مُنہ کھولو میں نے مُنہ کھولا تو تاجدارِ شجاعت حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے چھ مرتبہ اپنا لعاب مبارک میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے نیاز مندانہ عرض کی: میرے آقا! آپ نے سات مرتبہ لعاب مبارک کیوں نہیں ڈالا، تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اَدَبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کے پیش نظر۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر فیوض و برکات مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مرتضوی رضی اللہ عنہ کا مجھ پر یہ اثر ہوا کہ میں نے تمام حقائق و معارف کو جان لیا، حلقۂ ارادت وسیع ہوگیا ارادتمند اور متوسلین عبادت و اطاعت کی طرف مائل ہوگئے اور انہوں نے اپنے گھروں کو ذکر الٰہی سے آباد کرنا شروع کر دیا۔

شیخ عبد اللہ الجبائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور سیدنا غوث اعظم[1] نے بتایا کہ میرے پاس دو تین آدمی بیٹھا کرتے تھے لیکن جب حضور سرور کونین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے فیوض و برکات سے نوازا تو میں نے وعظ و نصیحت شروع کی تو میرے پاس خلقت کا ہجوم آنے لگا اس وقت میں بغداد شریف کے محلہ حلبہ کی عیدگاہ میں بیٹھا کرتا تھا، لوگ رات کو جوق در جوق مشعلیں شمعدان لے کر آتے کہ اتنا اجتماع ہونے لگا کہ یہ عیدگاہ بھی لوگوں کے لیے ناکافی ہوگئی۔ پھر اس وجہ سے شہر کے باہر بڑی عیدگاہ میں منبر رکھا گیا۔ لوگ دور دراز سے کثیر تعداد میں گھوڑوں، خچروں، گدھوں، اور

[1] رضی اللہ عنہ۔

اُونٹوں پر سوار ہو کر آتے کہ ستّر ہزار سے زائد اجتماع ہوتا تھا۔ عوام کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں علماء و فقہاء اور مشائخ آپکی مجلس وعظ میں شرکت کرتے اور آپ کی مجلس میں افاضل علماء جن کی تعداد اکثر چار سو ہوتی قلم اور دوات لے کر حاضر ہوتے اور آپ کا وعظ لکھتے تھے۔

حضرت شیخ عمر الکیمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ کی مجالس شریفہ میں لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور آپکی کوئی مجلس بھی ایسی نہ تھی جس میں یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول نہ کیا ہو۔ یا ڈاکو، قاتل، مفسد اور بد اعتقاد لوگوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ نہ کی ہو۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ہفتہ میں تین دن جمعہ، منگل اور بدھ وعظ و نصیحت کے لیے مقرر فرماتے ہوئے تھے۔

مدرسہ نظامیہ: حضرت سیدنا قاضی ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا بغداد میں ایک مدرسہ تھا جس میں وعظ و ارشاد کے ساتھ ساتھ طلبہ کو درس بھی دیتے تھے۔ قاضی صاحب رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ کے فضل و کمال اور تبحرِ علمی، ذہانت کا بخوبی اندازہ کر لیا تو ۵۲۱ھ میں اپنا مدرسہ آپ ہی کے سپرد کر دیا اور آپ اس مدرسہ کے صدر المدرسین مقرر ہوئے۔

اسی سال سے آپ نے باقاعدہ درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ تھوڑے عرصہ میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات، اور

درس و تدریس میں جانفشانی سے پڑھانے کا شہرہ جہاں میں ہر طرف عام ہوا تو لوگ اس کثرت سے حصولِ علم کے لیے آپ کے حلقہ درس میں آنے لگے کہ لوگ مدرسہ کی دیوار کے باہر سڑک اور سرائے کے دروازے تک بیٹھے ہوتے۔ ۵۲۸ھ میں طلبہ اور درس سننے والوں کی کثرتِ تعداد کے پیشِ نظر قرب وجوار کے مکانات خرید کر شامل کر کے مدرسہ عالیہ کی عمارت کو وسیع کر دیا۔ پھر اس جامعہ سے پڑھ کر آپ کے تلامذہ اور مُریدین عرب وعجم میں پھیل گئے اور ایک خلق کثیر آپ کے فیوض و برکات اور علم و عرفان سے فیضیاب ہونے لگے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس مدرسہ میں ۵۲۱ھ تا ۵۶۱ھ تقریباً چالیس سال کا عرصہ درس و تدریس اور فتاوی نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس اور مجالسِ وعظ میں اگرچہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا لیکن آپ کی آواز مُبارک میں یہ کرامت تھی کہ جتنی نزدیک والوں کو سُنائی دیتی تھی اتنی ہی دُور والوں کو سُنائی دیتی تھی۔ یعنی دُور و نزدیک والے حضرات یکساں آپ کی آواز مُبارک سے فیض یاب ہوتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر، سفینۃ الاولیاء، تذکرہ مشائخ قادریہ، اخبار الاخیار، تحفہ قادریہ)

اخلاقی خصوصیات : حافظ ابُوسعید عبدالکریم السمعانی، مفتی عراق ابُوعبداللہ مُحمّد البغدادی، شیخ ابُوعبد مُحمّد بن یُوسف الاشبلی، شیخ معمر جزادہ رحمہم اللہ

فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب، خلیق وسیع حوصلہ، شیریں زباں، رحمدل، حد درجہ خدا ترس، سخی، مہمان نواز غریب پرور، بامروت اور پابندِ قول و قرار تھے۔ آپ کی ذات مجمع البرکات صفاتِ جمیلہ اور خصائلِ حمیدہ کی جامع تصویر تھی۔

شیخ عبداللہ جبائی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک کھانا کھلانا اور حسنِ اخلاق افضل و اکمل ہیں۔ مفتی عراق فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ بیکس پناہ اور جود و سخا سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا تھا۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ روزانہ روٹیاں پکوا کر غربا اور فقرا۔ جو حاضرِ خدمت ہوتے ان میں تقسیم فرماتے اور جو کچھ بچ جاتا مغرب کے بعد آپ کا خادم مظفر نامی روٹیاں لے کر آستانہ عالیہ کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور بآوازِ بلند اعلان کرتا کہ جس کسی کو روٹی کی ضرورت ہو تو لے جائے اگر کوئی مسافر کھانا کھا کر رات بسر کرنا چاہتا ہے تو وہ یہاں رات بسر کر سکتا ہے۔

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیے، نذرانے اور تحائف اس کثرت سے آتے تھے جس کا شمار نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر آپ نذرانوں کو ہاتھ میں نہ لیتے تھے، بلکہ نذرانے پیش کرنے والے آپ کے مصلے کے نیچے رکھ دیتے۔ تو آپ اُن میں سے کچھ حاضرین میں تقسیم فرماتے

اور کچھ پیش کرنے والوں کو عنایت فرماتے۔ اور جو کچھ بچ جاتا تحائف اور رقم وغیرہ تو اس کے متعلق اپنے خادم کو ارشاد فرماتے کہ مہمانوں کی مہمان نوازی کے لیے نانبائی اور سبزی فروش کے حوالے کردو۔

غریبوں سے پیار : حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو دسترخوان بچھواتے۔ جس پر آپ اپنے مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ غربا و مساکین کے ساتھ آپ زیادہ بیٹھا کرتے تھے اور اُن سے نہایت شفقت و محبت فرماتے اُن کے حالات پوچھتے پھر اُن کو حل فرماتے تھے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ سفر حج پر تشریف لے گئے۔ کثیر تعداد میں خدام آپ کے ہمراہ تھے۔ راستہ میں ایک گاؤں حلہ نزد بغداد میں جب ٹھہرے تو آپ نے خدام کو حکم فرمایا کہ اس بستی میں جاکر سب سے زیادہ مفلس اور نادار گھر تلاش کرو۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک گھر بہت نادار اور مفلوک الحال ہے جس میں دو بوڑھے محتاج عورت، مرد اور ایک بچی رہتے تھے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اس مکان پر خود تشریف لے گئے، اور اُن سے پوچھا کہ ہم تمہارے مکان پر ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: بسر و چشم مکان حاضر ہے۔ آپ نے خدام سمیت وہاں قیام فرمایا تو اُس بستی کے مشائخ اور عقیدتمندوں نے حاضر خدمت ہوکر اپنے ہاں قیام فرمانے کے لیے عرض کیا، مگر آپ نے اسی مکان کو پسند فرمایا ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں بیش بہا قیمت کے تحائف کا انبار لگا دیا نذرانے

میں بھیڑ بکریوں کا ریوڑ جمع کر دیا۔ دُوسرے روز روانگی کے وقت آپ نے وُہ سب ہدیے، نذرانے اور تحائف اُس غریب بُوڑھے کو عطا فرما دیئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اس محتاج اور مفلس گھرانے کو دولت مند اور مالدار بنا دیا۔

حُضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا غریبوں، مسکینوں اور یتیموں سے محبت فرمانا اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ آپ میں کسی قسم کا تکبّر اور غرور نہیں تھا بلکہ سراپا عجز و انکسار تھے۔

(قلائد الجواہر، تحفہ قادریہ، اخبار الاخیار)۔

ازدواجی زندگی: شیخ شہاب الدّین عمر سہروردی فرماتے ہیں، کہ حُضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے اَب نکاح کیوں فرمایا؟ جبکہ پہلے اس بارے میں خاموش تھے؟ تو آپ نے فرمایا بیشک میں نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن حُضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم زوجہ کرو۔ حضور غوثِ اعظم محیّ الدّین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس وجہ سے مجھے نکاح کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ میرے اوقات اور معمولات میں کمی پیدا ہو جائے گی۔ عرصہ تک میں اس ارادہ سے باز رہا لیکن کُلُّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا۔ یعنی ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب وُہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عنایت کیں جن میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی ہے۔

آپ کی ازواجِ مطہرات کے اسماءِ مبارکہ :

۱- بی بی مدینہ ۲- بی بی صادقہ ۳- بی بی مومنہ ۴- بی بی محبوبہ -

یہ چاروں آپ کی روحانی تربیت اور فیوض و برکات سے فیض یاب ہو کر اہلِ کرامات تھیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے چاروں کو اولادِ صالح سے نوازا۔

چنانچہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند سیدنا عبدالجبار رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ کی یہ کرامت تھی کہ جب وہ کسی اندھیرے گھر میں داخل ہوتی تھیں تو خود بخود گھر روشن ہو جاتا تھا۔

(عوارف المعارف ، قلائد الجواہر)

اولادِ اطہار : اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں بیس صاحبزادے اور انتیس ۲۹ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں - آپ نے اپنی اولاد و احفاد کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی - اسی وجہ سے اُن میں سے اکثر آسمانِ علم و فضل پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے - اُن میں سے چند مشاہیر کے اسماءِ مبارک یہ ہیں :

سیّد عبدالوہاب ، سیّد عبدالرزاق ، سیّد عبدالعزیز ، سیّد محمد یحییٰ سیّد محمد عبداللہ ، سیّد عبدالجبار ، سیّد محمد موسیٰ ، سیّد محمد عیسیٰ ، سیّد محمد ابراہیم سیّد محمد رحمہم اللہ تعالیٰ -

ان میں سب سے زیادہ مشہور سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں -

(بہجۃ الاسرار)

آخری وصیت : حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ۱۱ شوال ۵۶۱ھ کو بیمار ہوئے علالت کے دوران آپ کے فرزند ارجمند حضور سیدی شیخ عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کی، کہ حضور والا مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمائیں جن پر آپ کے وصال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے فرمایا: اے برخوردار! اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے تقویٰ اور اس کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرو، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سوا نہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی سے طمع رکھو۔ توحید باری تعالیٰ کو لازم پکڑو کہ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ پھر فرمایا کہ جب قلب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے ساتھ درست ہو جائے تو اُس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اسکے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔

(کتاب المجالس۔ بہجۃ الاسرار)

آخری لمحات : حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے آخری وصیت کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہراً تمہارے ساتھ ہوں مگر باطناً تمہارے سوا کے ساتھ، یعنی اللہ کریم جلّ شانہٗ کے ساتھ ہوں اور فرمایا میرے پاس تمہارے علاوہ کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں، اُن کے لیے جگہ کشادہ کردو اور اُن کے ساتھ ادب سے پیش آؤ اور بار بار ہاتھ مُبارک اُٹھاتے اُن کو دراز فرماتے اور زبان مُبارک سے فرماتے وَعَلَیْکُمُ السَّلَام وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ، یعنی ملائکہ کی جماعت اور ارواح مقربین کی آمد پر اُن کے

سلام کا جواب بار بار دیتے تھے۔ ایک دن اور ایک رات مسلسل یہی کیفیت رہی۔

(بہجۃ الاسرار)

وصال شریف : ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بوقت شام آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے :

اَسْتَغِیْثُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَالْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَخْشٰی سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَقَہَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

آخر میں آپ نے اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ کہا۔ پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہوگئی اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

نماز جنازہ : حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضور سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، آپ کا مزار پرانوار بغداد شریف (عراق) میں ہر عوام خواص کیلئے فیض رساں ہے

(بہجۃ الاسرار، کتابہ المجالس)

کرامات

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات بے شمار ہیں، یہاں اختصار کے پیشِ نظر چند کا ذکر کیا جائے گا:

(۱)

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن بغداد شریف کے ایک محلّہ سے گزر رہے تھے کہ ایک مُسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے آپ نے جھگڑے کی وجہ پُوچھی تو مُسلمان نے عرض کیا کہ حضور والا یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی سیّدنا عیسٰی علیہ السلام تمہارے نبی پاک حضرت سیّدنا محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں اور میں کہتا ہوں یہ غلط ہے بلکہ ہمارے نبی مکرّم حُضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسٰی علیہ السلام سے افضل ہیں۔

یہ سُن کر حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ تمہارے پاس سیّدنا عیسٰی علیہ السلام کے افضل ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا، میں نبی نہیں بلکہ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع اور غلام ہوں، اگر میں مُردہ زندہ کر دوں تو کیا تم ہمارے نبی پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر ایمان لے آؤ گے؟ تو عیسائی نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا تم مجھے کوئی قبر دکھاؤ تو اس نے آپ کو بہت پرانی قبر دکھائی۔ آپ نے اُس عیسائی سے پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردہ زندہ کرتے وقت کیا کلام فرمایا کرتے تھے؟ تو اس نے عرض کیا قُمْ بِاِذْنِ اللہ (اللہ کے حکم سے اُٹھ) حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ صاحبِ قبر دُنیا میں گویّا تھا۔ اگر تُو چاہے تو یہ قبر سے گاتا ہُوا ہی اُٹھے؟ میں تیرے لیے یہ بھی کر سکتا ہوں۔ تو عیسائی نے جواب دیا ٹھیک ہے میں بھی یہی چاہتا ہُوں۔ پھر آپ نے اُس صاحبِ قبر کی طرف توجّہ فرمائی اور کہا قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے[1] اُٹھ) پس قبر شق ہوئی اور مُردہ زندہ ہو کر گاتا ہُوا باہر نکل آیا، جب عیسائی نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو فوراً دل میں خیال آیا جس نبی کے غُلام کا یہ کمال ہے تو اُس آقائے کائنات حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان و مرتبہ ہوگا تو اُسی وقت حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مُبارک پر مشرّف باسلام ہوگیا۔ (تفریح الخاطر ص۱۶ مطبوعہ مصر)

(۲)

حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں حضرت شیخ احمد جام زندہ رحمۃ اللہ ایک بزرگ تھے وہ اولیاء کرام کے پاس جب تشریف لے جاتے تو شیر پر سوار ہو کر جاتے تھے۔ مہمان نواز شیر کے کھانے کے لیے ایک گائے پیش کیا کرتا تھا۔ ایک روز حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف حاضر ہوئے اور حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان بنے۔ لوگوں نے بارگاہِ غوثیہ میں

[1] اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی عطا سے معجزات و کرامات حاصل ہوتے ہیں، اسے شرک کا نام دینا ادب آداب کے خلاف ہے

عرض کیا کہ یہ شیخ جس کے ہاں مہمان ہوتے ہیں تو وُہ میزبان آپ کے شیر کی خوراک ایک گائے پیش کرتا ہے۔ آپ کا اب کیا حکم ہے؟ آپ نے حکم فرمایا کہ جاؤ اور حویلی سے ایک گائے لا دو۔ جب وُہ حویلی سے گائے لے کر آئے تو حویلی کے دروازے پر ایک چھوٹا سا کُتّا بیٹھا تھا وُہ بھی اُن کے پیچھے چل دیا۔ جب انہوں نے شیر کے قریب گائے کو باندھ دیا تو شیر گائے پر جھپٹنے لگا اُس چھوٹے سے کُتّے نے شیر پر حملہ کر کے شیر کو پھاڑ ڈالا۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور توبہ کی۔

(تفریح الخاطر ص۵۰)

؎ کیا دبے جس پر حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خاطر میں لاتا نہیں کُتّا تیرا

(۳)

ایک رمضان المبارک میں ستّر آدمیوں نے فرداً فرداً آپ کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی۔ ہر دعوت دینے والے کو کسی دُوسرے کے بھی مدعو کرنے کا قطعاً علم نہ تھا۔ آپ نے ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھر اُن کے ہمراہ روزہ افطار فرمایا۔ نیز آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی اُس روز روزہ افطار فرمایا۔

صبح ہر مدعو کرنے والے نے آپ کی اپنے گھر تشریف آوری اور

افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا۔ تو خبر بغداد شریف میں خوب پھیلی۔ آپ کے خُدام میں سے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضرت اپنے آستانہ عالیہ سے باہر بھی تشریف نہیں لے گئے تو یہ لوگ آپ کے بیک وقت تشریف آوری اور کھانا تناول فرمانے کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں۔ تو اُس نے حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا وُہ لوگ اپنی بات میں سچّے ہیں۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کی دعوت قبُول کی اور بیک وقت ہر آدمی کے گھر جاکر کھانا کھایا ہے۔ (تفریح الخاطر صہ ۳۸)

(۴)

حضُور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مُرید ایک عورت تھی۔ اُس پر ایک فاسق شخص عاشق تھا۔ ایک دن وُہ عورت کسی حاجت کے لیے باہر گئی تو وُہ فاسق شخص ناپاک ارادے سے اُسے پکڑ کر ایک غار میں لے گیا تو اُس عورت نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اس طرح پکارا:

الغیاثُ یا غوثِ اعظم
الغیاثُ یا غوث الثقلین

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اُس وقت اپنے مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے آپ نے اپنی کھڑاؤں کو ہوا میں پھینکا، وُہ کھڑاؤں اُڑتی ہوئی گئیں اور اُس فاسق کے سر پر لگنا شروع ہوگئیں حتّٰی کہ وُہ مرگیا، وُہ عورت آپکی کھڑاؤں مُبارک لے کر حاضرِ خدمت ہوُئی اور مجلس میں سارا واقعہ سُنایا۔

(تفریح الخاطر)

ارشاداتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

- تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے، تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔
- اے عمل کرنے والے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر ورنہ یہ تیری ساری محنت مشقت بیکار ہے۔
- حق کا مقرب وہی ہوتا ہے جو مخلوق پر شفقت رکھتا ہے۔
- خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے جب تک تو مخلوق کے ادب کا خیال نہ رکھے۔
- مکانوں کے بنانے میں عمر صرف کر رہا ہے بسیں گے دوسرے حساب دے گا تو!
- امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عجز کے ساتھ۔
- جو مخلوق کے ساتھ خلق میں فراخ تر ہو وہ خالق کے نزدیک تر ہے۔
- اہل اللہ کی صحبت اختیار کر یہ عبادت ہے۔
- تمام خوبیوں کا مجموعہ علم سیکھنا اور عمل کرنا، پھر دوسروں کو سکھانا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کامیابی و کامرانی کی کنجی ہے۔
- مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اُس کا ایمان طاقت ور ہوتا ہے۔
- گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
- مالدار اور فقیر کے درمیان امتیاز نہ رکھو، دین کو کمائی کا ذریعہ نہ بناؤ۔

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَاسَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَغِثْنِیْ یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْنِ الشَّیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

روزۂ مُبارک حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم

يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم . يا حي يا قيوم